REGD. NO. L. 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹

جلد ۴۹/۱۴ ۲ وفا ۱۳۳۹ ہش ۲ جولائی سنہ ۱۹۶۰ء نمبر ۱۴۹

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

ایبٹ آباد ۳۰ جون۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق مکرم پرائیویٹ سکرٹری صاحب بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں کہ

حضور کو رات نیند اچھی آگئی۔ عام طبیعت بفضلہ تعالیٰ پہلے کی نسبت بہتر ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ التزام اور درد و الحاح سے دعائیں جاری رکھیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے۔ اور صحت والی اور کام والی لمبی زندگی عطا کرے آمین

سنہ ۱۹۶۰-۶۱ء کے مرکزی بجٹ کا اعلان۔ ڈیڑھ کروڑ روپے کی بچت

نو کروڑ نوے لاکھ روپے کے زائد ٹیکس عام استعمال کی متعدد اشیاء سے بکری ٹیکس ہٹا دیا گیا

راولپنڈی یکم جولائی۔ کل شام مسٹر محمد شعیب وزیر خزانہ نے سنہ ۶۱-۱۹۶۰ء کے مرکزی بجٹ کا اعلان کر دیا جس میں ایک کروڑ اکیاون لاکھ روپے کی بچت دکھائی گئی ہے۔ اس بچت میں زائد ٹیکس شامل نہیں۔ نئے بجٹ میں آمدنی کا تخمینہ ایک ارب اکہتر کروڑ ۲۷ لاکھ روپے اور اخراجات کا تخمینہ ایک ارب اکہتر کروڑ چھیاسی لاکھ روپے لگایا گیا ہے۔ سنہ ۶۰-۱۹۵۹ء کے نظر ثانی شدہ تخمینوں کے مطابق آمدنی ایک ارب پچھتر کروڑ چوراسی لاکھ روپیہ اور اخراجات ایک ارب باسٹھ کروڑ چھیاسٹھ لاکھ روپیہ تھے اس کا مطلب یہ ہوا کہ تیرہ کروڑ اٹھارن لاکھ روپے کی بچت ہوئی۔

مسٹر محمد شعیب نے کل بکری ٹیکس اور غیر ضروری سامان کی کسٹم ڈیوٹی نیز ایکسائز ڈیوٹی کی شرح میں اضافہ کا اعلان کیا ہے اس سے نو کروڑ نوے لاکھ روپیہ کی آمدنی ہونے کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔ یہ ٹیکس اس لئے بڑھائے گئے ہیں کہ آمدنی کی مد اور سرمایہ کی مد سے مجموعی طور پر جو اخراجات ہونے والے ہیں ان کے مجموعی خسارہ (تیرہ کروڑ چورانوے لاکھ روپے) کا ایک حصہ پورا کیا جائے۔

نئے بجٹ میں بکری ٹیکس کی شرح دس فیصد سے ۱۲½ فیصد کر دی گئی ہے لیکن بکری ٹیکس کی نئی شرح کا اطلاق ان چیزوں پر نہیں ہوگا جس پر اس وقت دس فیصدی سے کم بکری ٹیکس لگتا ہے۔ ان میں تازہ پھل۔ کپڑا دھونے کا صابن۔ جس کو نٹ تک کا سوت اور چمڑا اور کھلیں بھی شامل ہیں۔ گڑ قند اور گنے کا بکری ٹیکس بڑھا دیا گیا ہے۔ اس وقت ان پر سوا چھ فی صد بکری ٹیکس لگتا ہے۔ آئندہ ان پر ۱۲½ فیصدی بکری ٹیکس وصول کیا جائے گا۔ اسی طرح اخباری کاغذ بھی بدستور بکری ٹیکس سے مستثنیٰ رہے گا۔ نئے بجٹ میں جہاں بکری ٹیکس کی شرح بڑھا دی گئی ہے۔ وہاں روز مرہ کے استعمال کی چیزوں کو بکری ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دے دیا گیا ہے

۲ توجہ منعطف کی گئی ہے۔ سنہ ۶۰-۱۹۵۹ء میں آمدنی کی مد سے ترقیات کے لئے جو روپیہ رکھا گیا تھا۔ اس کا اندازہ ۴ کروڑ ستر لاکھ روپے سے زیادہ نہ تھا۔ لیکن سنہ ۶۱-۱۹۶۰ء کے بجٹ میں آمدنی کی مد سے ترقیات پر صرف ہونے والی رقم کا تخمینہ ۱۴ کروڑ اکیاون لاکھ روپیہ ہے ترقیات پر بطور مجموعی بچپن کروڑ دس لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے۔ اس میں سے چودہ کروڑ اکیاون لاکھ روپیہ آمدنی کی مد سے اور باقیماندہ روپیہ سرمایہ کی مد سے خرچ کیا جائے گا

۳ تاکہ عام لوگوں کو سستے داموں چیزیں مل سکیں۔ ہوٹلوں اور ریستورانوں میں جو چیزیں پیش کی جاتی ہیں بکری ٹیکس سے مستثنیٰ قرار پائیں گی۔ بیکریوں اور کنفکشنریوں میں تیار ہونے والی چیزیں بھی اسی زمرے میں آتی ہیں۔ لیکن ڈبوں دیاتی مشمولہ

تخفیف اسلحہ کے سوال پر فی الحال اقوام متحدہ کا اجلاس نہیں بلانا چاہیئے

اقوام متحدہ کے سکرٹری جنرل مسٹر ہمرشول کا بیان

نیویارک یکم جولائی۔ اقوام متحدہ کے سکرٹری جنرل مسٹر ہمرشول نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ تخفیف اسلحہ کے سوال پر فی الحال اقوام متحدہ کا اجلاس نہیں بلانا چاہیئے۔ انہوں نے کل یہاں ایک بیان دیتے ہوئے کہا۔ جہاں تک تخفیف اسلحہ کے مسئلہ کا تعلق ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اقوام متحدہ سے باہر بڑی طاقتوں کے درمیان اس بارے میں کوئی سمجھوتہ ہو جائے۔ اس کے بغیر اس سوال کو سلامتی کونسل یا جنرل اسمبلی میں پیش کرنے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ یاد رہے روس نے حال ہی میں تخفیف اسلحہ کی کمیٹی سے واک آؤٹ کرنے کے بعد اس مسئلہ کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں زیر بحث لانے کا مطالبہ کیا تھا۔

نئی دہلی یکم جولائی۔ بھارتی وزیر مسٹر ہمایوں کبیر نے بتایا ہے کہ انڈیا آفس لائبریری منتقل کرنے کے سوال پر سمجھوتہ ہونے ہی والا ہے مسٹر ہمایوں کبیر برطانیہ۔ فرانس اور یوگوسلاویہ کے دورے کے بعد واپس آ گئے ہیں۔

حکومت مشرقی پاکستان کا ضمنی بجٹ

ترقیاتی کاموں کیلئے ۵۵ کروڑ ۱۰ لاکھ روپیہ

ڈھاکہ یکم جولائی۔ لیفٹننٹ جنرل محمد اعظم خان نے کل سنہ ۶۱-۱۹۶۰ء کے صوبائی بجٹ کا اعلان کر دیا۔ اس میزانیہ میں دو کروڑ سات لاکھ روپے کی بچت دکھائی گئی ہے۔ سنہ ۶۱-۱۹۶۰ء میں آمدنی کا تخمینہ اکیاون کروڑ ۲۶ لاکھ اور اخراجات کا تخمینہ ۴۹ کروڑ ۱۹ لاکھ لگایا گیا ہے۔ دو کروڑ سات لاکھ روپے کی بچت کو ترقیات کی مد میں استعمال کیا جائے گا۔

سنہ ۶۱-۱۹۶۰ء کے بجٹ میں جس کی آمدنی کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔ سنہ ۶۰-۱۹۵۹ء کے نظر ثانی شدہ آمدنی کے تخمینہ سے نو کروڑ ۲۷ لاکھ روپے کا اضافہ ہوا ہے۔ اسی طرح آمدنی کی مد سے ہونے والے اخراجات سے ۷ کروڑ اکہتر لاکھ روپے کا اضافہ ہوا ہے۔ نئے سال کے بجٹ میں ترقیات کے محکموں کی جانب خاص طور پر

نادار مریضوں کا علاج

نادار مریض جو اپنا علاج خود نہیں کروا سکتے بدرجۂ اولیٰ مستحق ہیں کہ صدقہ کی رقوم ان کے علاج معالجے پر خرچ ہوں اپنے مریضوں کا صدقہ دیتے وقت نادار مریضوں کا خیال رکھیئے اور صدقہ کی رقوم فضل عمر ہسپتال ربوہ میں بھجوائیے۔

چیف میڈیکل آفیسر فضل عمر ہسپتال ربوہ

ایڈیٹر: روشن دین تنویر۔ اے ایل ایل بی

روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۲ جولائی ۱۹۶۰ء

پردے کے حدود

مجلہ ثقافت لاہور مئی ۱۹۶۰ء میں ایک مقالہ "پردے کے شرعی حدود" کے زیر عنوان پروفیسر محمد عثمان صاحب کے قلم سے شائع ہوا ہے۔ فاضل مقالہ نگار نے قرآن کریم کی آیات اور آنحضرت صلعم کی بعض احادیث سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اسلام میں چہرہ اور ہاتھوں کا کہنیوں تک پردہ ضروری نہیں۔ ہم اس مسئلہ پر یہاں کوئی علمی بحث کرنا نہیں چاہتے اور حقیقت یہ ہے کہ یہ کام ان اہل علم حضرات کا ہے جنہوں نے علم دین میں کمال حاصل کیا ہے اور ہم کو اس کا قطعاً دعویٰ نہیں ہے۔ اس لئے ہم یہاں صرف فاضل مقالہ نگار کے ایک استدلال پر جو تاریخی اور نفسیاتی مضمرات رکھتا ہے سرسری نظر ڈالنا چاہتے ہیں۔ یہ سوال مقالہ کی مندرجہ ذیل عبارتوں سے پیدا ہوتا ہے۔

"اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی معاشرے میں منافقین جیسا بدقماش گروہ راستہ چلتی عورتوں کو تنگ کرنے والا طبقہ مفقود ہو تو کیا وہاں بھی مومنات پر جلباب کا استعمال ضروری ہوگا؟ قرآن نے جلباب کی جو غرض بتائی ہے وہ اوباش لوگوں کی "ایذا رسانی" سے محفوظ رہنا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر کوئی ایذا دینے والا ہی نہ ہو۔ تو جلباب کی ضرورت باقی نہیں رہنی چاہیئے۔

لیکن اس سلسلہ میں دو اہم سوال ابھی باقی ہیں۔ جن کا جواب دئے بغیر آیت مذکورہ کا مطالعہ مکمل نہیں ہو سکتا اول یہ سوال کہ کیا عورتوں کو ایذا پہنچانے کی اخلاقی برائی کا سد باب کرنا معاشرے میں ممکن ہے؟ اور دوسرا یہ کہ کیا قرآن حکیم ہم سے اس برائی کو اپنے معاشرے سے دور کرنے کا مطالبہ کرتا ہے؟ پہلا سوال اسلئے اٹھایا گیا ہے کہ اگر راستہ چلتی عورتوں پر آوازے کسنا اور ان سے بدگوئی کرنا انسان کی سرشت میں داخل ہو اور اس کا دور کرنا فطری اعتبار سے ناممکن ہو تو ظاہر ہے کہ اس صورت میں مومنات کو جلباب کی ضرورت "دائمی" اور "مستقل" ہوگی اور کسی زمانے میں اور کسی حال میں بھی اس سے مفر نہ ہوگا۔ لیکن اگر یہ صورت نہیں تو جلباب کا استعمال یا عدم استعمال سوسائٹی کی ذہنی اور اخلاقی سطح پر موقوف ٹھہرے گا۔ ظاہر ہے کہ کوئی ہوشمند شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ بےخطا عورتوں پر تہمت تراشنا۔ ان پر آوازے کسنا اور اس قبیل کی دوسری نازیبا حرکات کا ارتکاب انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ یہ عادتیں بری صحبت غلط تربیت اور سفلی محرکات سے پیدا ہوتی ہیں اور مناسب تربیت اور صحت مند ماحول سے دور کی جاسکتی ہیں۔ آج بیسیوں قوموں نے اپنے اندر سے اس قباحت کو یکسر مٹا کر اور اپنے افراد میں عورت کا احترام پیدا کرکے عملاً ثابت کر دیا ہے کہ یہ بدقماشی انسانی فطرت کا حصہ نہیں بلکہ اس کا بگاڑ ہے اور اسے اچھی تعلیم و تربیت سے بآسانی درست کیا جاسکتا ہے خود قرآن حکیم نے منافقین کو خبردار کیا ہے کہ اگر وہ ان حرکات سے باز نہ آئے تو ان کا انجام عبرتناک ہوگا۔ ظاہر ہے اگر اس فعل سے باز رہنا مقتضائے فطرت کے خلاف ہوتا تو اللہ تعالےٰ جو کسی نفس کو کسی ایسی بات کا مکلف و پابند نہیں کرتا۔ جو اس کی طاقت سے باہر ہو یہ مطالبہ ہی کیوں کرتا۔

اور دوسرا سوال اسلئے اٹھایا گیا ہے کہ اگر جلباب کا استعمال یا عدم استعمال ماحول کی ذہنی اور اخلاقی سطح پر موقوف ہے تو پھر دیکھنا ہے۔ قرآن حکیم کا منشا یہ ہے کہ یہ برائی (یہ عورتوں کو دق کرنے کی بیہودہ خصلت) مسلم معاشرے میں ہمیشہ باقی رہے اور اس سے محفوظ رہنے کے لئے عورتیں جلباب کا استعمال کرتی رہیں۔ یا یہ کہ دیگر اخلاقی برائیوں کی طرح اس کا بھی اپنے درمیان سے قلع قمع کر دیا جائے؟ قرآن نے اس قماش کے لوگوں سے انتہائی بیزاری اور نفرت کا اظہار کیا ہے۔ ان پر لعنت کی ہے اور ان کے لئے ذلت ناک عذاب کی خبر سنائی ہے۔ صرف یہی بات اس امر کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک یہ بدترین اور انتہائی قابل نفرین برائی ہے جسے مسلم معاشرے میں ابھرنے کا موقع ہی نہیں ملنا چاہیئے۔

الغرض اس آیت اور اس کے سیاق و سباق پر آپ جس قدر غور کریں گے اسی قدر یہ حقیقت آپ کے قلب و ضمیر پر روشن ہوجائے گی کہ ہمارا اصل کام جلباب کو تا ابد قائم رکھنا نہیں بلکہ اپنے درمیان سے غنڈہ گردی اور بدمعاشی کو ختم کر دینا ہے۔ البتہ جب اور جہاں بدقسمتی سے یہ صورت موجود ہو وہاں مومنات پر جلباب کا استعمال لازم ٹھہرے گا۔ . . . .

. . . . . . یہ بات احادیث سے ایک اور طریقے سے بھی ثابت ہے مذکورہ آیت کے نزول کے بعد جیسا کہ ہونا چاہیئے تھا۔ مسلمان عورتوں نے منافقین کی ایذا سے بچنے کے لئے جلباب کا استعمال شروع کر دیا اور نقاب اوڑھنے لگیں۔ مگر حج کے موقعہ پر جہاں منافقین کی نازیبا حرکات کا کوئی اندیشہ نہ تھا۔ نبی اکرم نے عورتوں کو نقاب اوڑھنے سے منع فرما دیا۔ یہ واقعہ اکثر کتب احادیث میں مذکور ہے . . . .

. . . . بات بالکل سیدھی ہے کہ رسول اکرم نے قرآنی حکم میں نہ کوئی ترمیم و استثناء فرمائی ہے اور نہ نقاب ہی امیرانہ شان کا مظہر ہے کہ احرام کی فقیرانہ وضع کے ساتھ میل نہ کھاتا ہو۔ حقیقت یوں ہے کہ خود حکم قرآنی کی رو سے نقاب کا اوڑھنا چونکہ ماحول کی ایک خرابی سے محفوظ رہنے کی تدبیر ہے لہذا آنحضرت نے جب دیکھا کہ حج کے موقعہ پر اس خرابی کا کوئی اندیشہ نہیں تو عورتوں کو نقاب اوڑھنے سے منع فرما دیا اور اس طرح آنے والی نسلوں کو حکم ربانی کی صحیح ترین تفسیر سے آگاہی بخشی۔ جب تک اصل آیت کو درست زاویے سے نہ دیکھا جائے اس آیت کی عین مطابق آنحضرت کے طرز عمل کو سمجھنا ممکن نہیں ہوتا ناچار اس کی ایسی توجیہہ و تاویل کرنی پڑتی ہے جو ایک لمحہ کی تنقیح کا سامنا نہیں کر سکتی اور جس سے اسلام کے اس بنیادی اصول پر بھی زد پڑتی ہے کہ خود رسول اقدس کی ذات بھی قرآن حکیم کی پابند ہے۔ اور اس میں ترمیم و تنسیخ کرنے کی مجاز نہیں" (ثقافت لاہور مئی ۱۹۶۰ء ص ۱۲-۱۳-۱۴-۱۵)

ہم نے مقالہ کی اتنی طویل عبارتیں اس لئے نقل کی ہیں تاکہ مقالہ نگار کا مافی الضمیر اور استدلال آپ کے ہی الفاظ میں واضح ہوجائے۔

ہم اس بات کو تسلیم کر لیتے ہیں کہ معاشرہ کی کمال پاکیزہ حالت میں مقالہ نگار کا نتیجہ صحیح ہے جیسا کہ مثلاً ان حالات کے متعلق قیاس کیا جا سکتا ہے جو طواف کے وقت ہوتے ہیں یا اسکو ہم ایک آئیڈیل حالت مان لیتے ہیں اور یہ بھی مان لیتے ہیں کہ جب ہمارا معاشرہ ایسی آئیڈیل حالت حاصل کرے تو جس طرح طواف کے موقع پر چہرہ اور ہاتھوں کا پردہ لازمی نہیں اس حالت پر بھی اس کا اطلاق کرنا جائز ہے

ہم پھر اس بات کو دہرا دیتے ہیں۔ مقالہ نگار معاشرہ کی ایک آئیڈیل حالت کو لے کر اپنا فتوےٰ دے رہے ہیں۔ اور اگر ہمارا معاشرہ کبھی ایسی آئیڈیل حالت حاصل کرلے جیسی کہ طواف کے وقت ہوتی ہے تو ایسی صورت میں چہرے اور ہاتھوں کا پردہ اگر نہ کیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔

ہم یہ بھی تسلیم کر لیتے ہیں کہ اسلام ایسا ہی پاکیزہ معاشرہ پیدا کرنا چاہتا ہے اور ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ معاشرہ کو ایسی ایڈیل حالت تک ترقی دینے کی ہر وقت کوشش کرتا رہے۔ تاہم ہم مقالہ نگار کے اس دعوے کے ماننے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہیں کہ کوئی قوم یا قومیں معاشرہ کی ایسی آئیڈیل حالت حاصل آج تک کر چکی ہیں کیا آپ ایسے آئیڈیل معاشرہ کی ایک نظیر بھی پیش کر سکتے ہیں۔ ممکن ہے آپ بعض یورپین اقوام کی مثال پیش کریں، جو سراسر غلط ہے۔ اسلام معاشرہ کی پاکیزگی کا جو آئیڈیل پیش کرتا ہے یورپین اقوام اس سے محروم ہیں ان میں جیسا کہ اکبر الہ آبادی نے کہا ہے۔

تہذیب مغربی میں ہے بوسے تلک معاف
اس سے اگر بڑھے تو شرارت کی بات ہے

تہذیب کا نظریہ اسلام سے بالکل جدا ہے جو باتیں ان کے ہاں تہذیب کا نشان سمجھی جاتی ہے۔ اسلام ان سے مقدمات گناہ کے طور پر روکتا ہے۔ مغربی معاشرہ میں کھلم کھلا کسی عورت کے حسن کی تعریف کرنا مستحسن سمجھا جاتا ہے۔ اور عورتیں فطرتاً ایسی تعریفوں کو پسند کرتی ہیں۔ لیکن اسلام میں ایسی پھبتیاں قطعاً جائز نہیں۔ خواہ وہ غیروں کی طرف سے ہوں یا اپنوں کی طرف سے۔

اسلام کا طریق عمل دوسرے مذاہب سے اس لحاظ میں بالکل مختلف ہے کہ اسلام صرف "گناہ" کی سزا تجویز نہیں کر دیتا بلکہ گناہ کے سرزد ہونے کے تمام مقدمات پر بھی قدغن لگاتا ہے۔ اسلام صرف یہ نہیں کہتا کہ "تم زنا نہ کرو" بلکہ اسلام ایسی ہدایات بھی دیتا ہے جس سے ایسا معاشرہ معرض وجود میں آئے کہ ان گناہوں کے کرنے کے لئے تحریص و ترغیب کے اسباب

(باقی صفحہ ۶ پر)

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲۳ دسمبر ۱۹۴۲ء ۔ بعد نماز مغرب بمقام قادیان

—(۱)—

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز کے یہ غیر مطبوعہ ملفوظات ہیں۔ جنہیں صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ واری پر شائع کر رہا ہے۔

فرمایا۔

فطرت انسانی

خدا تعالے نے ایسی بنائی ہے کہ وہ لچکدار ہوتی ہے۔ مگر اس کے باوجود وہ اپنی جگہ سے ہلتی بھی نہیں۔ ہمارے ملک کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ نے سنگ خارا کی ایک لاٹ بنائی تھی۔ جو ہلانے سے ادھر ادھر ہلتی تھی۔ انسانی فطرت کو بھی خدا تعالے نے سنگ خارا کی لاٹ کی طرح بنایا ہے کہ ایک طرف وہ اپنی جگہ پر بھی رہتی ہے۔ اور دوسری طرف سنگ خارا کی لاٹ کی طرح اس میں لچک پائی جاتی ہے۔ اور وہ ہلتی رہتی ہے۔ حضرت عمر رضؓ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص تمہیں آکر یہ کہے کہ احد پہاڑ اپنی جگہ سے ہل گیا ہے۔ تو اس کی بات مان لینا۔ لیکن اگر کوئی آکر تمہیں یہ کہے کہ فلاں شخص کی فطرت بدل گئی ہے۔ تو اس کی بات نہ ماننا گویا فطرت انسانی کی تبدیلی کو اتنا ناممکن بتایا ہے۔ کہ احد پہاڑ اپنی جگہ سے ہل سکتا ہے۔ مگر کسی انسان کی فطرت نہیں بدل سکتی۔ بعض شراح نے حضرت عمر رضؓ کے اس قول کے یہ غلط معنے لئے ہیں کہ نیک سے بد یا بد سے نیک ہونا بھی ناممکن ہے۔ حالانکہ نیکی یا بدی تو فطرت کے ظہور کا نام ہے۔ اور فطرت تقاضا کا نام ہے بعض آدمی بالکل نرم مزاج ہوتے ہیں۔ اور بعض آدمی سخت مزاج ہوتے ہیں۔

پیر افتخار احمد صاحب

کا دل اس قدر نرم ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں وہ بچوں کے ساتھ آکر کھیل کرتے تھے بعض دفعہ بیوی نے دیکھ کر ڈانٹنا کہ کیا آپ بھی بچے ہیں۔ جو بچوں کے ساتھ مل کر کھیل رہے ہیں۔ اس پر پیر صاحب چپ کر کے کھسک جاتے۔ پیر صاحب کے بچوں نے رونا تو اوپر مولوی عبد الکریم صاحب رہا کرتے تھے۔ انہوں نے بعض دفعہ تنگ آکر کہنا کہ پیر صاحب ان کو روکتے کیوں نہیں۔ میرا دل چاہتا ہے کہ جب یہ روتے اور شور مچاتے ہیں تو ان کو زمین پر دے ماروں۔ پیر صاحب بے چارے چپ ہو جاتے اور اس کا کوئی جواب نہ دیتے۔ جب زلزلہ آیا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام باہر باغ میں تشریف لے گئے۔ اتفاق سے وہاں پیر صاحب اور مولوی عبد الکریم صاحب کو اکٹھی جگہ ملی۔ یہاں تو اوپر نیچے رہتے تھے۔ اور پھر بھی کچھ فاصلہ تھا۔ مگر وہاں بالکل پاس پاس تھے۔ درمیان میں صرف رسی پر چادر ڈال کر پردہ کیا ہوا تھا۔ ایک دن

مولوی عبد الکریم صاحب رضؓ

جب نماز کے لئے باہر آئے۔ تو پیر صاحب سے کہنے لگے۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ آپ کے بچے اتنا شور کرتے ہیں۔ اور ان کے رونے کی آواز اتنی بلند ہوتی ہے کہ میں دوسری جگہ پر اسے برداشت نہیں کر سکتا۔ آپ کس طرح چپ کر کے بیٹھے رہتے ہیں۔ اس پر پیر صاحب کہنے لگے کہ میری بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ بچے میرے پاس شور کرتے ہیں۔ اور اگر وہ روئیں تو مجھے ان کو اٹھا کر چپ کرانا پڑتا ہے۔ پھر آپ کو گھبراہٹ کیوں ہوتی ہے۔ اب یہ

دو متضاد فطرتیں

تھیں ایک فطرت جوشیلی تھی اور ایک نرم تھی۔ تو فطرت کسی صورت میں بھی بدل نہیں سکتی۔ مگر فطرت اور چیز ہے اور نیکی یا بدی یہ اور چیز ہے۔ نیکی یا بدی تو فطرت کے میلان کا نام ہے۔ چاہے یہ میلان بدی کی طرف ہو جائے اور چاہے نیکی کی طرف ہو جائے۔ لیکن جو سخت ہوگا وہ پھر بھی سخت ہی رہے گا اور جو نرم ہوگا۔ وہ پھر بھی نرم ہی رہے گا۔ جیسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضؓ میں سے ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضؓ کی طبیعت نرم تھی اور

حضرت عمر رضؓ کی طبیعت

تیز تھی۔ دونوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لائے۔ دونوں نے اسلام قبول کیا۔ اور دونوں نے دین کی خاطر قربانیاں کیں۔ لیکن دونوں کی فطرت نہیں بدلی۔ حضرت ابوبکر رضؓ ایمان لانے سے پہلے بھی نرم تھے۔ جب ایمان لائے۔ تو ان کی یہ نرمی پھر بھی قائم رہی۔ اسلام میں آکر بھی وہ اس رنگ میں چلتے تھے! کہ جہاں ان کو بولنے کا موقعہ ملتا نرمی سے بات کرتے حضرت عمر رضؓ ایمان لانے سے پہلے بھی تیز تھے۔ اور ایمان لانے کے بعد بھی سخت ہی رہے۔ ان کی ہر بات سے جلال ٹپکتا تھا۔ حدیثوں میں آتا ہے کہ اگر کوئی شخص رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا تو حضرت عمر رضؓ کی تلوار جھٹ میان سے باہر آجاتی۔ اور کہتے یا رسول اللہ اجازت دیں تو اڑا دوں اس کی گردن۔ اب

اس کا یہ مطلب نہیں

کہ حضرت عمر رضؓ حضرت ابوبکر رضؓ سے اخلاص میں بڑھے ہوئے تھے۔ لیکن حضرت ابوبکر رضؓ کو یہ کبھی خیال نہ آتا کہ میں کسی کی گردن اڑا دوں۔ اور حضرت عمر رضؓ کے دل میں جوش پیدا ہو جاتا۔ وہ سمجھتے تھے اس سے بڑا کیا گناہ ہو سکتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کی جائے۔ اور ایسے شخص کی سزا سوائے اس کے کہ اس کی گردن اڑا دی جائے۔ اور کیا ہو سکتی ہے۔ تو ایسے موقعہ پر حضرت عمر رضؓ ہمیشہ یہی کہا کرتے تھے۔ کہ یا رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) اجازت ہو تو میں اس کی گردن اڑا دوں۔ لیکن حضرت ابوبکر رضؓ اگر کسی کو ناراض ہوتا دیکھتے تو اسے ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرتے۔ خود حضرت عمر رضؓ اور حضرت ابوبکر رضؓ کا ایک دفعہ

کسی بات میں اختلاف

ہو گیا۔ حضرت ابوبکر رضؓ نے حضرت عمر رضؓ کو جواب دیا۔ اور حضرت عمر رضؓ نے حضرت ابوبکر رضؓ کو جواب دیا۔ باتوں باتوں میں حضرت عمر رضؓ جوش میں آگئے۔ حضرت ابوبکر رضؓ نے ان کا جوش دیکھ کر خیال کیا کہ اب مجھے یہاں سے چلے جانا چاہیئے۔ چلنے لگے تو حضرت عمر رضؓ نے پکڑ لیا۔ کہ جاتے کہاں ہو۔

حضرت ابوبکر رضؓ

نے سوچا اب میں جتنا یہاں ٹھہرا رہوں گا۔ اتنا ہی فساد بڑھے گا۔ وہ اپنے آپ کو چھڑا کر چلے گئے۔ چھڑاتے وقت ان کی قمیص پھٹ گئی۔ ان کے چلے جانے کے بعد حضرت عمر رضؓ کے دل میں خیال آیا۔ کہ شائد رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر یہ شکایت کریں گے۔ میں جا کر معافی مانگ لوں۔ مگر حضرت ابوبکر گھر چلے گئے۔ انہوں نے سمجھا کہ شائد شکایت کر کے چلے گئے ہیں۔ کہنے لگے یا رسول اللہ مجھ سے غلطی ہو گئی۔ قصور میرا ہی تھا۔ میں اپنے غصہ کو روک نہ سکا۔ اور جو بھی بات تھی وہ بتا دی کہ اس طرح میں نے غصہ میں ان کا کرتہ پکڑا اور وہ پھٹ گیا۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ شائد حضرت ابوبکر رضؓ نے شکایت کی ہوگی۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بات کا پتہ ہوگا۔ مگر حضرت ابوبکر رضؓ ادھر آئے ہی نہیں۔ وہ سیدھے گھر چلے گئے تھے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے جب یہ بات سنی تو آپ کی طبیعت میں ملال پیدا ہوا۔ اور آپ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہے کہ تم اس شخص کو نہیں چھوڑتے۔ جس نے اس وقت میری تصدیق کی۔ جب تم میرے مخالف تھے۔ تم کافر تھے۔ اور وہ ایمان لایا اب تم اسے چھوڑتے نہیں؟ ادھر حضرت ابوبکر رضؓ کو اطلاع ملی کہ عمر رضؓ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے ہیں انہوں نے خیال کیا کہ شائد عمر رضؓ ابھی غصہ کی حالت میں ہوں۔ اور میری شکایت کریں۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دل میں رنج پیدا ہو۔ آپ بھی گھر سے چلے۔ جس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں پہونچے۔ تو آپ بڑے جوش میں یہ فرما رہے تھے کہ تم کیوں اس شخص کو نہیں چھوڑتے کہ جب تم مخالف تھے تو وہ مجھ پر ایمان لایا۔ تم نے میرے دعوے کو جھٹلایا۔ اور اس نے میری تصدیق کی۔ تم میرے دشمن تھے اور وہ میرا جاں نثار ساتھی تھا۔

حضرت ابوبکرؓ سمجھ گئے

کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت عمرؓ پر ناراض ہو رہے ہیں۔ آپ دوزانو بیٹھ گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ قصور میرا تھا۔ عمرؓ کا نہیں تھا۔ تو طبیعت کی نرمی ہی تھی کہ ابو بکرؓ اسبات کو بھی برداشت نہ کر سکے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم حضرت عمرؓ پر ناراض ہوں۔ اب دیکھو دونو کی فطرت نہیں بدلی ابو بکرؓ ایمان لانے سے پہلے بھی نرم تھے ایمان لانے کے بعد بھی نرم ہی رہے۔ عمرؓ ایمان لانے سے پہلے بھی سخت تھے۔ ایمان لانے کے بعد بھی سخت ہی رہے دونو کی فطرت نہیں بدلی جس کی فطرت سخت تھی وہ سخت ہی رہی اور جس کی فطرت نرم تھی وہ نرم ہی رہی۔ مگر فطرت نہ بدلنے کا یہ مطلب نہیں کہ انسان نیکی سے بدی یا بدی سے نیکی کی طرف نہیں جاسکتا ابو بکرؓ بھی نیکی کی طرف آئے اور عمرؓ بھی نیکی کی طرف آئے مگر دونوں کی فطرت نہیں بدلی۔ پھر دونو کے

ایمان لانے میں بھی فرق ہے

جس سے دونو کی طبائع کا پتہ چلتا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا دعوی سنا اور ایمان لے آئے۔ مگر حضرت عمرؓ نے خالی انکار ہی نہیں کیا بلکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے ارادہ سے گھر سے نکلے۔ آپ کو قتل کرنے کا انعام مقرر تھا۔ حضرت عمرؓ نے کہا میں جاتا ہوں چنانچہ وہ اسی غرض سے نکلے رستہ میں ایک شخص ملا اس نے پوچھا عمرؓ ننگی تلوار لئے کہاں جا رہے ہو؟ کہنے لگے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرنے جا رہا ہوں۔ اس نے کہا یہ کیا بیہودہ بات ہے کہ تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرنے جا رہے ہو اور تمہیں اپنے گھر کی کوئی خبر نہیں۔ کہ تمہاری بہن اور بہنوئی دونو مسلمان ہو چکے ہیں۔ یہ سنکر عمرؓ اپنی بہن کے گھر کی طرف چلے کہ پہلے ان کی خبر لوں پھر محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرنے جاؤں گا۔ چنانچہ بہن کے گھر پر جا کر دستک دی۔ وہ دونو میاں بیوی اندر سے کنڈی لگا کر ایک صحابی سے قرآن مجید سن رہے تھے۔ انہوں نے پوچھا کون ہے؟ کہنے لگے عمرؓ دروازہ کھولو۔ انہوں نے جلدی سے اس صحابی کو چھپا دیا اور بہن نے جا کر دروازہ کھولا . . . . یہ کہنے لگے اندر سے کسی تیسرے آدمی کے کچھ پڑھنے کی آواز آ رہی تھی

تم کیا سن رہے تھے

انہوں نے پردہ ڈالنا چاہا۔ یہ آگے بڑھے کہ دیکھیں وہ تیسرا آدمی کون تھا جب یہ بڑھنے لگے تو بہنوئی آگے کھڑے ہو گئے یہ طیش میں تو تھے ہی انہوں نے بہنوئی کو مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا۔ جب مارنے لگے تو بہن درمیان میں آ کر کھڑی ہو گئی یہ غصہ میں تھے ہاتھ کو روک نہ سکے بہن پر وار پڑا اور وہ زخمی ہو گئی۔ عرب بہادر قوم ہے۔ اور بہادر عورت پر ہاتھ نہیں اٹھاتے اگر عمرؓ ہوش میں ہوتے تو عورت پر وار نہ کرتے مگر بہنوئی کو مارنے کے لئے ہاتھ اٹھا چکے تھے کہ بہن درمیان میں آ گئی اور وہ اپنے ہاتھ کو روک نہ سکے۔ جب چوٹ لگ گئی تو پھر ہوش آیا اور فوراً ہی شرافت کی وجہ سے

ندامت پیدا ہوئی

اس ندامت پر پردہ ڈالنے کے لئے اور بہن کی دلجوئی کے لئے کہنے لگے اچھا لاؤ جو تم سن رہے تھے مجھے بھی سناؤ۔ بہن کو بھی ناز تھا کہنے لگی جاؤ ہم نہیں سنائیں گے۔ خاوند نے بیوی کی طرف اشارہ کیا کہ اس وقت یہ ندامت کی حالت میں ہیں سنا دینا چاہیئے شاید اثر ہو جائے کہنے لگیں نہیں یہ ناپاک ہیں جب تک نہا نہ لیں اس وقت تک ان کو پاک کلام سنایا نہیں جا سکتا۔ حضرت عمرؓ نے کہا اچھا میں نہا بھی لیتا ہوں۔ جب نہا لیا تو انہوں نے اس صحابیؓ کو باہر نکالا اور عمرؓ کو قرآن مجید سنایا۔ قرآن مجید تو آخر انہوں نے پہلے بھی سنا ہی ہوگا۔ لیکن پہلے غصہ کی حالت میں سنتے تھے۔ اب اس ندامت کی وجہ سے کہ عورت پر میرا ہاتھ اٹھا ہے۔ طبیعت میں نرمی پیدا ہو چکی تھی۔ اسلئے جوں جوں قرآن مجید سنتے گئے طبیعت میں سعادت کی وجہ سے

اسلام کی طرف رغبت

پیدا ہوتی گئی۔ حتیٰ کہ جس وقت ایک رکوع سنا تو آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ پھر وہاں سے اٹھ کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں پہنچے۔ آپؐ کی مجلس میں بھی یہ خبر پہنچ چکی تھی کہ عمرؓ اس نیت سے تلوار لئے کر نکلے ہیں۔ انہوں نے جا کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ صحابہؓ نے پوچھا کون ہے انہوں نے کہا عمرؓ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دروازہ کھول دو صحابہؓ حضرت عمرؓ کی طبیعت سے واقف تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) بڑا تیز مزاج آدمی ہے۔ بری نیت سے آیا ہے۔ دروازہ کھولنے پر فساد بڑھ جائے گا اس موقعہ پر دروازہ نہیں کھولنا چاہیئے۔ آپؐ نے فرمایا دروازہ کھول دو اور عمرؓ کو اندر آنے دو۔ حضرت حمزہؓ بھی اسی مجلس میں موجود تھے۔ انہوں نے کھڑے ہو کر کہا اس کی مجال کیا ہے کہ فساد کرے کیا وہی تلوار چلانا جانتا ہے اور ہم نہیں جانتے؟ چنانچہ دروازہ کھولا گیا اور عمرؓ اندر داخل ہوئے جب اندر آئے تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر کس طرح آئے ہو کہنے لگے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپؐ کی غلامی اختیار کرنے کیلئے حاضر ہوا ہوں یہ سن کر تمام صحابہؓ نے خوشی کے جوش میں نعرہ تکبیر بلند کیا

یہ پہلا نعرہ تھا

جو مسلمانوں نے مکہ میں بلند کیا۔ اب دیکھو جو شخص آدھ گھنٹہ قبل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مارنے کی نیت سے چلا تھا آدھ گھنٹہ بعد وہ آپؐ کی بیعت کرتا ہے۔ اور بیعت کرتے ہی کہتا ہے کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم اندر چھپ کر کیوں بیٹھیں کیا ہمیں تلوار چلانی نہیں آتی ہم حرم میں جا کر نماز پڑھیں گے۔ دیکھیں ہمیں کون روکتا ہے۔ اب دیکھو حضرت عمرؓ کے اندر جو جوش کفر کی حالت میں پایا جاتا تھا وہی جوش ایمان لانے کے بعد بھی قائم رہا اور آپؓ کی

فطرت نہیں بدلی

حضرت ابوبکرؓ ایمان سے پہلے بھی نرم تھے ایمان لانے کے بعد بھی نرم ہی رہے پس یہ چیز ہے جو نہیں بدلتی۔ یہ مطلب نہیں کہ انسان بد سے نیک یا نیک سے بد نہیں ہو سکتا بلکہ مطلب یہ ہے کہ جیسی فطرت کفر کی حالت میں ہوگی ویسی ہی ایمان کی حالت میں بھی قائم رہے گی اگر ایک شخص کفر کی حالت میں سخت ہے تو ایمان لانے کے بعد بھی وہ سخت ہی رہے گا۔ اور اگر کوئی شخص کفر کی حالت میں نرم ہے تو ایمان کی حالت میں بھی وہ نرم ہی رہے گا۔

حضرت عثمانؓ کو ہم دیکھتے ہیں

کہ وہ اسلام سے پہلے بھی نرم تھے اور اسلام لانے کے بعد بھی نرم ہی رہے جب آپؓ کے خلاف باغیوں نے شورش پیدا کی تو حضرت علیؓ اور دوسرے صحابہؓ آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ ہم آپؓ کی حفاظت کے لئے پہرہ دینا چاہتے ہیں۔ آپؓ نے کہا نہیں اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور جب باغیوں نے زیادہ شورش کی تو صحابہؓ نے خواہش کی کہ ہمیں مقابلہ کرنے کی اجازت دی جائے۔ لیکن آپؓ نے منع کر دیا۔ حضرت معاویہؓ آپؓ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ یا تو آپؓ میرے ساتھ شام چلیں اور یا مجھے اجازت دیں کہ آپؓ کی حفاظت کے لئے شامی فوج کا ایک دستہ پہرہ پر مقرر کر دوں اور اگر یہ نہیں تو پھر اتنا اعلان کر دیں کہ میرے خون کا بدلہ معاویہ لے گا۔ پھر کسی کی مجال نہیں ہوگی کہ وہ آپؓ پر حملہ کرے آپؓ نے فرمایا تمہاری ان تینوں باتوں میں سے میں ایک بھی ماننے کے لئے تیار نہیں شام جانے کے لئے تو میں اس لئے تیار نہیں کہ میں جوار رسولؐ کو کس طرح چھوڑ سکتا ہوں اور فوج کے دستہ کو پہرہ کے لئے مقرر کرنا میں اس لئے برداشت نہیں کر سکتا کہ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ بیت المال کا روپیہ میری حفاظت پر خرچ ہو۔ باقی رہا یہ اعلان کرنا کہ میرے خون کا بدلہ معاویہ لے گا۔ اس کے لئے بھی میں تیار نہیں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم میرے خون کا بدلہ لینے میں سختی کرو گے۔ اب دیکھو یہ کتنی نرمی تھی۔ یہ نرمی آپؓ کے اندر اسلام سے پہلے بھی تھی اور اسلام لانے کے بعد بھی قائم رہی۔ پس

اصل بات یہ ہے

کہ انسان کی فطرت نہیں بدلتی یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص کفر کی حالت میں نرم مزاج ہو اور اسلام میں آ کر وہ تیز مزاج ہو جائے۔ اور نہ ہی یہ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص کفر کی حالت میں تیز مزاج ہو اور اسلام میں آ کر وہ نرم مزاج ہو جائے۔ جو بدی کی حالت میں تیز مزاج ہوگا اس کی یہ تیزی نیکی میں آ کر بھی قائم رہے گی۔ اور جو بدی کی حالت میں نرم ہوگا وہ نیکی میں آ کر بھی نرم ہی رہے گا پس اصلاح نفس کے کاموں میں اس بات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ جس کی طبیعت تیز ہو اس کو ہم نرم نہیں کر سکتے اور جس کی طبیعت نرم ہو اس کو ہم تیز نہیں کر سکتے۔ ہم ان سے ان کی فطرت کے مطابق ہی کام لے سکتے ہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم آگ سے پانی کا کام لیں یا پانی سے آگ کا کام لیں ہاں

ہم یہ کر سکتے ہیں

کہ آگ سے ایسے قواعد کے مطابق کام لیں کہ وہ بنی نوع انسان کے لئے مفید ہو اور پانی سے ایسے قواعد کے ماتحت کام لیں کہ وہ بنی نوع انسان کے لئے مفید ہو۔ ہم فطرتی قانون کو نہیں بدل سکتے۔

(باقی)

کینسر کا مرض ــــــ ضروری معلومات

(ترجمہ از محمد اسلم صاحب قریشی متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ)

ہر سال کینسر کے ذریعہ اموات کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے جس کی وجہ سے لوگوں کی توجہ بھی اس بیماری کی طرف زیادہ ہو رہی ہے۔ اس بارے میں عام طور پر سوالات کئے جاتے ہیں ان کا جواب حاصل کرنے کیلئے ڈاکٹر جے ڈی۔ ریٹ کلف نے مندرجہ ذیل شہرۂ آفاق ماہرین کی خدمات حاصل کیں۔ ڈاکٹر ہیرلڈ ڈائی ہل سینئر وائس پریذیڈنٹ برائے ریسرچ و میڈیکل امور امریکن سوسائٹی، ڈاکٹر جان ہیلر ڈائریکٹر یو۔ ایس کینسر نیشنل انسٹیٹیوٹ، ڈاکٹر کارنیلیس رہوڈز ڈائریکٹر سلون کیٹرنگ انسٹیٹیوٹ برائے ریسرچ اور ڈاکٹر آئی۔ ایس ریوڈن پروفیسر آف سرجری یونیورسٹی آف پنسلوینیا سکول آف میڈیسن۔ ان ڈاکٹروں نے مختلف سوالوں کے جو جوابات دیئے وہ درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

سوال:۔ کینسر کیا ہے اور اس کی وجوہات کیا ہیں؟

ڈاکٹر رہوڈز:۔ کینسر ایک مجموعہ امراض ہے۔ جو کہ غیر معمولی خلیوں ([illegible]) کی بے ترتیب افزائش کے نتیجے میں ہوتا ہے۔ صحت کی حالت میں خلیوں کی پیدائش جسم کی خاص ضروریات پورا کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ مثلاً مرمت کے لئے پرانے ریشوں ([illegible]) کی تبدیلی کیلئے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن اس کے برعکس کینسر کے خلیے عام طور پر کوئی قابل قدر خدمت انجام نہیں دیتے۔ یہ بڑھتے ہیں۔ اور پھر لاتعداد حصوں میں تقسیم ہوتے چلے جاتے ہیں۔

کینسر کے متعلق ایک نظریہ یہ ہے کہ معمول کے مطابق کام کرنے والے خلیے ([illegible]) اچانک اپنی خصوصیات تبدیل کر لیتے ہیں پھر فضا میں ہمہ وقت کی نور افشانی بھی اس تغیر کا سبب ہو سکتی ہے۔ ایک اور نظریہ یہ ہے کہ کینسر ایک غیر معروف زہر ([illegible]) یا زہروں سے پیدا ہوتا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ ایسے Micro organisms جانوروں میں بہت سے ورم پیدا کر دیتے ہیں اور امکانی حد تک انسانی جسم پر بھی یہی عمل کرتے ہیں۔ لیکن ابھی یہ محض نظریات ہیں۔

سوال:۔ کینسر کیونکر انسان کو ہلاک کرتا ہے؟

ڈاکٹر ریوڈن: اس کی کئی صورتیں ہیں۔ جب ایک کینسر پھیلتا ہے تو بسا اوقات غذائیت کی شدید کمی پیدا کر دیتا ہے عام اور غیر معمولی خلیوں ([illegible]) کی بڑھتی ہوئی ضرورت کو پورا کرنے کیلئے غذا کے لئے جگہ ناکافی ہو جاتی ہے۔ مزید برآں غذائیت کی کمی بعض ایسے کینسرز سے پیدا ہوتی ہے جو غذا کی نالی کے راستے پر واقع ہوتے ہیں۔ اور غذا کے راستے میں مداخلت کرتے ہیں۔ جس سے قے شروع ہو جاتی ہے اور بھوک کم ہوتی جاتی ہے۔

اکثر اوقات بڑھتا ہوا کینسر خون کی نالیوں میں سرایت کر جاتا ہے اور بعض دفعہ یہ نالیاں پھٹ کر ہلاکت کا باعث بھی بن جاتی ہیں۔ یا یہ دماغ، دل، جگر اور پھیپھڑوں میں پھیل جاتا ہے اور ان اعضاء کی جاں بخش سرگرمیوں میں روک پیدا کر دیتا ہے۔

اگرچہ براہ راست اس اصولی خرابی سے موت واقع نہیں ہوتی لیکن ان اعضائے رئیسہ میں خرابی کی وجہ سے اور پھر اس شدید درد کی وجہ سے جو کینسر کے باعث اکثر اٹھا کرتا ہے۔ مریض اس قدر لاغر اور کمزور ہو جاتا ہے کہ بس زندہ درگور نظر آتا ہے۔ اس کے بدن سے بیماری کے لئے قوت مدافعت یکسر ختم ہو جاتی ہے۔

سوال: کیا کینسر کی بدولت شرح اموات میں اضافہ ہو رہا ہے؟

ڈاکٹر ریوڈن:۔ بعض قسم کے کینسرز میں مثلاً معدہ کے کینسر میں شرح اموات کم ہو رہی ہے۔ لیکن بعض دوسرے کینسرز میں مثلاً پھیپھڑوں اور خون کے کینسر میں اموات کی شرح بہت زیادہ ہے۔ مجموعی لحاظ سے تمام قسم کے کینسرز میں اموات کی شرح بہت زیادہ ہے مجموعی لحاظ سے تمام قسم کے کینسرز میں اموات کی رفتار رفتہ رفتہ بڑھتی جا رہی ہے۔

ڈاکٹر ڈائی ہل: ۱۹۲۵ء میں یونائیٹڈ سٹیٹ امریکہ میں بسنے والے ہر لاکھ آدمیوں میں ایک سو آٹھ (۱۰۸) آدمی کینسر سے ہلاک ہوئے اور آج یہ شرح بڑھ کر ایک سو سنتالیس (۱۴۷) تک جا پہنچی ہے۔ گویا شرح اموات میں ۳۶ فیصدی اضافہ ہو چکا ہے۔ اس نتیجہ کی تشریح بہتر طریقۂ تشخیص سے کی گئی ہے اور جزوی طور پر اس بات سے کہ جب لوگوں کی اکثریت ایسی عمر تک پہنچ جائے جبکہ کینسر ان پر غلبہ پا چکا ہو۔

سوال:۔ کینسر کے متعلق جو باتیں مشہور ہیں وہ کہاں تک درست ہیں۔

ڈاکٹر ہیلر:۔ ہر طبقے کے ذہنوں پر کینسر سے متعلق خود ساختہ کہانیاں چھائی ہوئی ہیں مثال کے طور پر یہ خیال لوگوں کے دماغوں میں بری طرح سے جاگزیں ہے کہ یہ ایک متعدی مرض ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ریکارڈ میں کوئی ایک کیس بھی ایسا موجود نہیں کہ کسی کینسر کے مریض کے تیماردار کو یہ مرض لاحق ہوا ہو۔ پھر یہ بھی سننے میں آتا ہے کہ الکحل ([illegible]) اور معدے کے کینسر میں ایک واضح تعلق ہے اور یہ کہ ایلومونیم کے برتنوں کا استعمال بھی اس میں اثر انداز ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ کہ سینہ پر لگا ہوا ایک دھکا بھی کینسر کی مصیبت مول لینے کا باعث ہو سکتا ہے لیکن سائنسی طور پر ان باتوں کی ذرہ بھر بھی حقیقت نہیں ہے یہ خیال بھی اعتقاد کی حد تک لوگوں کے دلوں میں جما ہوا ہے کہ کینسر ایک موروثی بیماری ہے۔ مگر یہ بات کینسر کی انتہائی نادر قسموں میں پائی جاتی ہے۔ جیسے آنکھ کے کینسر میں ورثے کے نمایاں اثرات موجود ہوتے ہیں۔ لیکن کینسر کی عام اقسام میں ورثے کا قطعاً کوئی دخل نہیں ہے۔

آپ ہمیشہ ایسے شخص سے خبردار رہیئے جو اس بیماری کے کسی پوشیدہ علاج کا دعویٰ کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسا کوئی خفیہ طریق علاج سرے سے موجود ہی نہیں۔ .

. . . .

. . . .

. . . اور ایسے آدمی کے لئے اس بات کا خطرہ ہے کہ کہیں اصل علاج میں اس حد تک دیر نہ کر دے کہ جب مریض علاج معالجے کی حدود سے گزر چکا ہو۔

سوال:۔ کینسر سے بچنے کے لئے کیا تدابیر اختیار کی جا سکتی ہیں؟

ڈاکٹر۔ ڈائی ہل:۔ مختلف قسم کے ملازم پیشہ لوگ کینسر کے اثرات سے مندرجہ ذیل طریق پر محفوظ رہ سکتے ہیں کیمیکل انڈسٹری میں کام کرنے والے لوگوں کو فیکٹری کی طرف سے جاری کردہ مشوروں پر بڑی احتیاط اور شدت سے کاربند ہونا چاہیئے۔ سب سے زیادہ پسندیدہ اور بہترین طریق کینسر سے محفوظ رہنے کا یہ ہے کہ کینسر کو پیدا کرنے والے تمباکو کے دھوئیں کے اثرات سے پرہیز کیا جائے اور خصوصاً سگریٹ سے کے دھوئیں سے۔ بالفاظ دیگر تمباکو نوشی کلیتہً ترک کر دی جائے۔

اکثر اوقات کینسر اپنے وجود کا احساس ایسی خطرناک علامات کے ذریعے دلاتا ہے جو فوراً محسوس ہونے لگتی ہیں۔ مثلاً یہ کہ خون کا خلاف معمول بہنا۔ سینے یا کسی اور جگہ پر سوزش یا بوجھ محسوس ہونا پھوڑے کا ٹھیک نہ ہونا۔ بول و براز میں مسلسل تبدیلی۔ متواتر کھانسی اور گلے کا بیٹھنا مسلسل بدہضمی ہونا۔ کھانا نگلنے میں وقت پیش آنا اور جلد پر بعض خاص نشانات کا پیدا ہونا۔ ان علامات میں سے کسی کے ظہور کا یہ مطلب نہیں کہ آپ کو کینسر کی بیماری نے آ لیا ہے۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ آپ کو ایسی صورت میں اپنے معالج سے ضرور مشورہ کرنا چاہیئے۔ درمیانی عمر سے اوپر کے لوگوں میں سے ہر ایک کو کم از کم سال میں ایک مرتبہ ضرور اپنا طبی معائنہ کروانا چاہیئے اور سگریٹ نوشوں کو تو ہر چھ ماہ بعد اپنے سینے کا ایکسرے کروانا چاہیئے۔ (باقی)

تحریک وقفِ جدید کے متعلق

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ

کا ایک ضروری اعلان

"یہ کام خدا تعالیٰ کا ہے اور ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ میرے دل میں چونکہ خدا تعالیٰ نے یہ تحریک ڈالی ہے۔ اس لئے خواہ مجھے اپنے مکان بیچنے پڑیں۔ کپڑے بیچنے پڑیں۔ میں اس فرض کو تب بھی پورا کرونگا۔ اگر جماعت کا ایک فرد بھی میرا ساتھ نہ دے۔ خدا تعالیٰ ان لوگوں کو الگ کر دے گا جو میرا ساتھ نہیں دے رہے۔ اور میری مدد کے لئے فرشتے آسمان سے اتارے گا۔

پس میں اتمام حجت کے لئے ایک بار پھر اعلان کرتا ہوں تاکہ مالی امداد کی طرف بھی لوگوں کو توجہ ہو۔ اور وقف کی طرف بھی لوگوں کو توجہ ہو۔"

(از پیغام دربارہ وقف جدید
الفضل ۷ رجنوری ۵۸ء)

نوٹ:۔ اس وقت تک وقف جدید کے وعدہ جات کی رفتار توقع سے بہت کم ہے اسی طرح وصولی کی رفتار بھی پریشان کن ہے احباب جماعت فوری توجہ فرماویں۔

(انچارج وقفِ جدید)

خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا اکیسواں سالانہ اجتماع

۲۱-۲۲-۲۳ اکتوبر ۱۹۶۰ء بمقام ربوہ

مجالس خدام الاحمدیہ و جملہ اراکین خدام الاحمدیہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا آئندہ سالانہ اجتماع ۲۱-۲۲-۲۳ اکتوبر ۱۹۶۰ء بروز جمعہ - ہفتہ - اتوار ربوہ میں منعقد ہوگا - جملہ مجالس اور اراکین مجالس ابھی سے اس میں شمولیت کی تیاری شروع کر دیں - اجتماع سے متعلق تفصیلات عنقریب مجالس کو بھجوا دی جائیں گی -

(معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

چندہ اعلان وصیت میں اضافہ

وصیت کرنیوالے احباب کیلئے ضروری اعلان

جب سے جماعت احمدیہ میں نظام وصیت کا سلسلہ شروع ہوا ہے - اُسی وقت سے دو ابتدائی چندوں کا ادا کرنا بوقت تحریر وصیت موصی کے لئے لازمی قرار دیا گیا ہے - ایک تو چندہ شرط اوّل ہے جو معین نہیں ہے - مگر فی زمانہ ایک روپیہ سے کم نہیں ہونا چاہیئے - لیکن صاحب استطاعت اس مد میں جتنا زیادہ دینا چاہیں دے سکتے ہیں بلکہ انہیں اپنی استطاعت کے مطابق زیادہ دینا چاہیئے -

دوسرا لازمی چندہ اعلان وصیت کے لئے ہے یہ چندہ اس وقت تک دو اخباروں میں وصیت کی اشاعت کی غرض سے چار روپے آٹھ آنے ہر وصیت کے ساتھ لیا جاتا ہے - مگر اب کتابت و طباعت اور کاغذ اتنا گراں ہو گیا ہے کہ ایک وصیت کی دو اخباروں میں اشاعت کے لئے چار روپے آٹھ آنے بالکل غیر مکتفی ثابت ہو رہے ہیں اور بعض رسائل اس اجرت پر وصایا چھاپنے کے لئے تیار نہیں - اس لئے مجلس کارپرداز نے اپنے فیصلہ مورخہ ۲۶-۱۳۳۱ میں اعلان وصیت بجائے چار روپے آٹھ آنے کے پانچ روپے آٹھ آنے مقرر کر دیا ہے - یعنی فی وصیت ایک روپیہ کا اضافہ کر دیا ہے - لہٰذا وصیت کرنے والے احباب اور سیکرٹری صاحبان مال (جن کے پاس ایسے چندے مرکز میں بھجوانے کے لئے جمع ہوتے ہیں) کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ہر نئی وصیت کے ساتھ اعلانِ وصیت کے لئے پانچ روپے آٹھ آنے اور شرط اوّل کی مد میں حسب استطاعت موصی جو کم سے کم ایک روپیہ ہو گا بھجوائیں -

(سیکرٹری مجلس کارپرداز - ربوہ)

ضروری اعلان } جو بزرگ اپنے اُن عزیزوں کے متعلق جو بیرونی ممالک میں بسلسلہ تعلیم - ملازمت یا کاروبار مقیم ہیں اس امر کے خواہشمند ہوں کہ ان کی مذہبی نگرانی کی جا سکے اور ان کا رابطہ مقامی جماعتوں سے کیا جائے وہ مہربانی فرما کر اپنے اپنے عزیزوں کے مکمل پتہ جات و کوائف سے مطلع فرمائیں -

(وکیل المال تحریک جدید - ربوہ)

درخواستہائے دعا

(۱) مجھے ایک مقدمہ درپیش ہے - احباب جماعت کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے مقدمہ میں کامیابی عطا فرمائے - آمین

(رائے خوشی محمد صحابی چک نمبر ۳۲ جنوبی P.O. چک نمبر ۲۱ ضلع سرگودھا)

(۲) خاکسار کئی قسم کی پریشانیوں میں مبتلا ہے - احباب و بزرگان سلسلہ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان پریشانیوں کو دور فرمائے

(مقصود احمد معلّم ایم - سی - سکول دارالنصر ربوہ)

ادائیگی زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی ہے اور تزکیہ نفوس کرتی ہے

ضرورت مند نوجوان فائدہ اٹھائیں!

(۱) **داخلہ بی ایڈ کلاس کراچی** } B.Ed. بی ایڈ کلاس سینٹرل گورنمنٹ ٹیچرز ٹریننگ کالج نظام آباد کراچی میں داخلہ - عرصہ ٹریننگ یک سال - تحریری امتحان مقابلہ ۶۰-۷-۲۴ - شرائط :- مرد عورت گریجوایٹ آرٹس سائنس یا کامرس سائنس و ریاضی والوں کو ترجیح - درخواستیں مجوزہ فارم میں ۶۰-۷-۴ تک بنام پرنسپل پراسپکٹس و فارم درخواست دفتر کالج سے مفت طلب کریں - (پ - ٹ ۶۰-۶-۲۷)

(۲) **داخلہ ایم ایڈ کلاس کراچی** } داخلہ ایم ایڈ M.Ed. (پریویس) کلاس سیشن ۶۱-۱۹۶۰ء سینٹرل گورنمنٹ ٹیچرز ٹریننگ کالج نظام آباد کراچی - شرائط :- بی ٹی یا بی ایڈ مرد عورت سیکنڈ کلاس - درخواستیں ۶۰-۷-۱۵ تک بنام پرنسپل - فارم درخواست و پراسپکٹس دفتر کالج سے مفت اور کورس سلیبس کراچی یونیورسٹی سے طلب ہوں (پ - ٹ ۶۰-۶-۲۷)

(۳) **ترمیم شدہ اعلان متعلق وظائف برائے غیر ملکی ٹریننگ** } وظائف بیس تا تیس برائے ڈگری ایم ایس سی اکسٹکس (EK (امتحان) یعنی ہاؤسنگ ٹاؤن پلیننگ سوشل پلیننگ و دیگر مضامین متعلق سائنس آبادکاری آغاز یک سالہ فرسٹ پیریڈ ۶۰-۹-۱ - مقام ٹریننگ گریجوایٹ سکول آف اکسٹکس ایتھنز ٹیکنالوجیکل انسٹی ٹیوٹ ایتھنز (یونان) کلاسیں انگریزی میں -

دوسرا یکسالہ پیریڈ ۶۱-۱-۱ سے برائے پریکٹیکل - وظیفہ دوران ٹریننگ ۱۵۰ ڈالر ماہوار ... خرچ آمد و رفت سرکاری انسٹی ٹیوٹ یا منیوں کی براہ راست ادائیگی بذمہ گورنمنٹ - شرائط :- عمر ۳۵ تک بصورت سرکاری ملازمین ۴۰ تک - قابلیت (۱) آرکیٹیکٹ ڈگری (۲) ٹاؤن پلینر (AMTPI یا اس کے برابر) (۳) سول انجینئر بی ای یا بی ایس سی (۴) سوشل سائنٹسٹ ایم اے یا بی اے آنرز (۵) اکنامسٹ ایم اے یا بی اے آنرز (۶) جیوگرافی ایم اے یا بی اے آنرز (۷) ایڈمنسٹریٹر ایم اے یا بی اے آنرز - بعد ٹریننگ پانچ سالہ سرکاری ملازمت لازم -

درخواستیں تین درکار - فارم درخواست چیف سیکرٹری مغربی یا مشرقی پاکستان سے طلب ہوں یا نیشنل ہاؤسنگ و سٹلمنٹ ایجنسی کراچی سے ...

... درخواستیں ۶۰-۷-۸ تک بنام ڈائرکٹر جنرل نیشنل ہاؤسنگ و سٹلمنٹس ایجنسی ۲۱ سمبلی بلڈنگ کراچی - (پ - ٹ ۶۰-۶-۲۶)

(۴) **امتحان لنڈن چیمبر آف کامرس** } کراچی میں بماہ نومبر و دسمبر - درخواستیں مجوزہ فارم میں ۶۰-۷-۹ تک (پ - ٹ ۶۰-۶-۲۴)

(۵) **داخلہ زراعتی کالج ٹنڈو جام (حیدر آباد)** داخلہ فرسٹ ایئر کلاس بی ایس سی ایگریکلچرل کورس - چند وظائف برائے مستحقین سیٹیں ۱۲۵ - شرط میٹرک سائنس -

درخواستیں مجوزہ فارم میں ۶۰-۷-۱۱ تک پراسپکٹس و فارم داخلہ دو آنے کے ٹکٹ بھیج کر پرنسپل سے طلب کریں (پ - ٹ ۶۰-۶-۲۳)

(۶) **توسیع میعاد** } کیڈٹ کالج پٹارو میں داخلے کی آخری تاریخ ۶۰-۶-۲۹ کی بجائے ۶۰-۷-۵ ہو گئی ہے - (پ - ٹ ۶۰-۶-۲۵)

(۷) **انجنیئرنگ ڈگری سے نیوی میں کمیشن** } ابتدائی انٹرویو پاکستان نیوی سلیکشن بورڈ میڈیکل انٹرویو انٹر سروسز سلیکشن بورڈ برائے آخری انتخاب ابتدائی رینک ایکٹنگ سب لیفٹیننٹ تنخواہ و الاؤنس مثل دیگر مستقل کمیشن افسران پاکستان نیوی - شرائط انجنیئرنگ ڈگری (مکینیکل یا الیکٹریکل) غیر شادی شدہ عمر ۶۰-۹-۱ کو ۲۳ فارمہائے درخواست بمع تفصیلات نیول ریکروٹنگ دفاتر پشاور - راولپنڈی - لاہور کراچی ڈھاکہ و چٹاگانگ سے یا نیول ہیڈ کوارٹرز کراچی سے طلب ہوں - مکمل درخواستیں ۶۰-۷-۱۲ تک بنام نیول ہیڈ کوارٹرز سی ڈبلیو سیکشن (C.W. Section) کراچی (پ - ٹ ۶۰-۶-۲۶)

(ناظر تعلیم - ربوہ)

دعائے نعم البدل } برادرم مستری محمد الدین صاحب درویش آف قادیان کی چھوٹی بچی امۃ الشکور بعمر آٹھ ماہ ۱۰ مئی کو قادیان میں وفات پا گئی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون - احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ والدین کو نعم البدل عطا فرمائے - آمین

(لئیق احمد تبسم احمد نگر ضلع جھنگ)

آئندہ سال صوبے کے ترقیاتی پروگرام پر ۶۷ کروڑ روپے خرچ ہونگے

صوبے کے نئے میزانیہ پر گورنر ملک امیر محمد خاں کی نشری تقریر

لاہور، ۳۰ جون۔ کل شام گورنر مغربی پاکستان جناب ملک امیر محمد خاں نے ریڈیو پاکستان لاہور سے ایک تقریر نشر کرتے ہوئے نئے مالی سال کے بجٹ کے اہم نکات پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا میزانیہ دراصل معاشرتی بہتری و ترقی کے اس پروگرام کے مالی پہلو کا آئینہ دار ہے جس پر حکومت آئندہ مالی سال کے دوران میں عملدرآمد کرنا چاہتی ہے۔ اس میزانیہ میں سرکاری ملازموں اور حکام کی راہ نمائی کے لئے ایسی ہدایات موجود ہیں۔ جو ان کی سرگرمیوں میں باقاعدگی پیدا کرنے میں ممد ہوں گی۔ اقتصادی اور سماجی مقاصد کے حصول کے لئے یہ ضروری ہے کہ سالانہ ترقیاتی سرگرمیوں کو طویل المیعاد اقتصادی منصوبے کے مطابق بروئے کار لایا جائے۔ حکومت پاکستان نے حال ہی میں ملک کے لئے دوسرے پانچ سالہ منصوبہ کی منظوری دی ہے۔ بجٹ میں سرکاری سرگرمیوں کا جو سالانہ پروگرام درج ہے وہ دوسرے پانچ سالہ منصوبے کے طویل المیعاد مقاصد کے عین مطابق ہے۔"

دوسرے پانچ سالہ منصوبے کے اہم مقاصد بیان کرنے کے بعد گورنر نے کہا کہ اس منصوبہ میں آئندہ پانچ سال کی مدت میں ترقیاتی پروگرام پر ۱۹ - ارب روپے کا خرچ شامل ہے جس میں سے ساڑھے گیارہ ارب روپیہ مرکزی اور صوبائی حکومتوں اور بنیادی جمہوریتوں کی طرف سے سرکاری طور پر خرچ کیا جائے گا۔ اس رقم میں سے حکومت مغربی پاکستان تین ارب ۵۵ کروڑ روپیہ دیگی میزانیہ کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اس پروگرام کو بروئے کار لانے کے لئے غیر ضروری سرگرمیوں پر خرچ روکا جائے اور صوبہ کے مالی ذرائع سے پوری طرح استفادہ کیا جائے

آئندہ مالی سال میں صوبہ کے ترقیاتی پروگرام پر ۶۷ کروڑ روپے خرچ ہوں گے۔ مرکزی حکومت اس پروگرام کی تکمیل کے لئے تقریباً ۳۴ کروڑ روپے کی رقم مہیا کرے گی۔ باقی ۳۳ کروڑ میں سے واپڈا تقریباً ۱۳ کروڑ روپے کا انتظام کرے گا جو زیادہ تر امریکہ کے ترقیاتی قرضوں کے فنڈ سے لیا جائے گا اور باقی ماندہ ۲۰ کروڑ کا انتظام صوبائی حکومت خود اپنے ذرائع سے کرے گی۔ اس ۲۱ کروڑ کی رقم کے علاوہ صوبائی حکومت بنگلہ کے اخراجات اور دوسری ضروریات کیلئے مزید پانچ کروڑ روپے کی رقم بھی دے گی۔ لہذا اس پروگرام کی تکمیل کے لئے صوبائی حکومت کی طرف سے مجموعی طور پر ۲۵ کروڑ روپے فراہم کئے جائیں گے۔

سیم اور تھور

صوبائی گورنر نے کہا مجھے توقع ہے کہ خدا کے فضل سے دوسرے منصوبے کی متعینہ پانچ سالہ مدت سے پہلے ہی صوبہ ان مالی اور مادی مقاصد کو حاصل کرے گا جو اس منصوبے میں پیش نظر ہیں ۶۷ کروڑ روپے کے کل اخراجات میں ۳۰ کروڑ روپے واپڈا کی ان سکیموں پر خرچ ہوں گے۔ جن کا تعلق آبپاشی اور بجلی کی پیداوار سے ہے واپڈا زیادہ تر خرچ تھور پر قابو پانے اور اراضی کی اصلاح کی سکیم پر کرے گا جس پر آج کل کام ہو رہا ہے اس منصوبے کے تحت رچنا اور تھل کے دوآبوں میں سات سو ٹیوب ویل لگا دیئے جائیں گے واپڈا گدو بیراج کی تعمیر اور کوٹری بیراج کی کھدائی کے کام کی نگرانی بھی کرے گا۔

جہاں تک آبپاشی کا تعلق ہے اس سلسلے میں اہم ترین مسئلہ سیم اور تھور پر قابو پانا ہے ہر سال تقریباً ایک لاکھ ایکڑ زمین سیم اور تھور کی وجہ سے ناقابل کاشت ہو جاتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ زمینوں کی اصلاح کے لئے مزید پانی مہیا کیا جائے اور اس کے ساتھ پانی کے نکاس کا بہتر انتظام ہو یہ بہت بڑا کام ہے۔ اور اس کے لئے بے پناہ کوشش اور بے اندازہ سرمایہ کاری کی ضرورت ہے۔ زرعی پیداوار میں اس وقت تک قابل قدر اضافہ ناممکن ہے جب تک اس اہم مسئلہ کو صحیح طریقہ سے حل نہ کیا جائے۔ سیم اور تھور پر قابو پانے کے بہترین ذرائع معلوم کرنے کے لئے سابق پنجاب کے وسیع علاقوں میں بڑی مفصل تحقیقات ہوئی ہیں جنوبی علاقوں میں واپڈا کے ماہر آج کل سروے اور تحقیق کا کام کر رہے ہیں۔ جس کی بنا پر اصلاح اراضی کے مفصل منصوبے تیار ہوں گے اور ضرورت پڑی تو ان منصوبوں کے لئے بجٹ کے علاوہ مزید روپیہ مہیا کیا جائے گا۔

چونکہ یہ معاملہ فوری توجہ کا محتاج ہے اس لئے پانی کے نکاس اور اصلاح اراضی کے مفصل منصوبے کی تیاری تک محکمہ تعمیرات عامہ کا شعبہ آبپاشی سارے صوبہ میں سطحی نالیاں بنانے کا ایک وسیع پروگرام شروع کر رہا ہے ان کی تعمیر پر تقریباً اٹھارہ کروڑ روپے خرچ ہوں گے اور اگلے سال ان پر کام شروع ہو جائے گا۔ مشینری پول آرگنائزیشن ان کاموں، کی تکمیل کے لئے دو کروڑ روپے کی مشینیں فراہم کرے گی۔ اس مقصد کے لئے بجٹ میں بھی دو کروڑ روپے منتقل کئے گئے ہیں۔

شعبہ آبپاشی صوبہ میں سیلاب کے انسداد کی تدابیر کو بھی عملی جامہ پہنائے گا اور اس کے لئے بھی بجٹ میں دو کروڑ روپے مہیا کئے گئے ہیں۔

غلے کی پیداوار کو بڑھانے کا ذکر کرتے ہوئے گورنر نے کہا میں اس سلسلہ میں آبپاشی کی چھوٹی چھوٹی سکیموں کو خاص اہمیت دیتا ہوں۔ بڑے بڑے منصوبوں کے برعکس یہ سکیمیں مقابلتاً کم مدت میں مکمل ہو سکتی ہیں اور ان سے فوری نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔

(باقی صفحہ ۸ پر)

لیڈر

(بقیہ صفحہ ۳)

بھی اس سے مفقود ہو جائیں۔ مثلاً زناکاری کے مقدمات میں سے "نظربازی" بھی ہے۔ اسلام نے اس لئے اس کو روکا ہے اور نگاہیں نیچی رکھنے کی تلقین کی ہے۔ اور اس لئے پردہ کا بھی حکم دیا گیا ہے کیونکہ بے پردگی بھی انہی مقدمات سے ہے۔ جو انسان کو فحش کی طرف رہنمائی کرتی ہیں۔

بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ اس کے لئے غض بصر کا حکم کافی ہے۔ اور قرآن کریم کی آیات سے یہ استدلال بھی کرتے ہیں کہ اگر عورت کے لئے چہرہ اور ہاتھ وغیرہ چھپانے بھی ضروری ہوتے تو غض بصر کا حکم غیر ضروری ہے۔ مگر یہ لوگ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ مقدمات گناہ صرف مرد تک محدود نہیں ہیں۔ ان کا اطلاق عورتوں پر بھی ویسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ مردوں پر پردے کا مطلب صرف یہ نہیں ہے کہ مرد عورت کا چہرہ نہ دیکھے بلکہ عورت کا بھی فرض ہے کہ وہ مرد کا چہرہ نہ دیکھے یہ نہیں کہ وہ پردے پردے میں غض بصر سے آزادی حاصل کرلے۔

الغرض ان اقوام کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہاں ایسی باتوں کو قابل اعتنا نہیں سمجھا جاتا۔ لیکن یہ سمجھنا کہ چونکہ بعض اقوام میں عورت پر آوازے کسنے سے کوئی فتنہ پیدا نہیں ہوتا اور ان اقوام کی عورتیں ان کو برا منانے کی بجائے اپنی تعریف خیال کرتی ہیں یہ اقوام ایسا معاشرہ قائم کرنے میں کامیاب ہو گئی۔

. . . .

. . . . جو اسلام کے پیش نظر ہے اور جس کی مثال طواف کے وقت سے دی گئی ہے۔ سخت غلطی ہے۔ ایسی اقوام اسلامی معاشرہ کی پاکیزگی کی ہوا تک نہیں پہنچیں اور ان میں شرم و حیا کے متعلق جو ذہنیت پرورش پا چکی ہے وہ سخت ضرر رساں ہے جس پر یہ اقوام پختہ ہو گئی ہیں اور خوش ہیں اور اس کا نتیجہ ہے کہ مغرب میں اور بعض ایشیائی ممالک میں بھی یہ بے حیائی بڑھتے بڑھتے اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ کھلی بدکاری کو بھی برداشت کرنے لگی ہیں۔ یہانتک کہ خود والدین اپنی جوان لڑکیوں کو جوان لڑکوں کے ساتھ ہوٹلوں اور کلبوں اور سیرگاہوں میں جانے پر بجائے معترض ہونے کے الٹا خوش ہوتے ہیں اور اپنی نوخیز لڑکیوں کی کامیابی سمجھتے ہیں۔

اس سے ظاہر ہے کہ ان اقوام میں معاشرہ حقیقت میں کوئی اخلاقی بلندی حاصل نہیں کر سکا۔ زیادہ سے زیادہ جو کہا جا سکتا ہے یہ ہے کہ ان لوگوں نے مقدمات گناہ کو برداشت کرنا اپنی عادت بنا لیا ہے۔ اور ان کا احساس غیرت مردہ ہو چکا ہے

ہمیں یقین ہے کہ مقالہ نگار کوئی ایسی مثال نہیں پیش کر سکتے جہاں اسلامی آئیڈیالوجی کے مطابق معاشرہ نے وہ معیار حاصل کر لیا ہے۔ جس کی طرف طواف کی حالت اشارہ کر رہی ہے۔ اور جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ اور ہاتھوں کو ننگا رکھنا جائز قرار دیا ہے اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ عام پردہ جو اس وقت رائج تھا۔ اس میں چہرہ اور ہاتھوں کا چھپانا بھی شامل تھا طواف کی حالت ایک استثنا تھی۔ مگر چونکہ ابھی تک کوئی ایسی سوسائٹی قائم نہیں ہو سکی۔ جس میں لوگوں کی ذہنیت طواف کی حالت کی پاکیزگی اپنے اندر رکھتی ہے اس لئے اس وقت تک جب تک ایسی حالت نہ ہو اور معاشرہ کا معیار اخلاق اس درجہ تک نہ پہنچے چہرہ اور ہاتھوں کا پردہ ضروری ہے اور چہرہ اور ہاتھوں کی بے پردگی کا مسئلہ ابھی تک محض شرطیہ اور امکانی ہے نہ کہ حقیقت۔

سنہ ۱۹۶۰-۶۱ء کے مرکزی بجٹ کا اعلان (بقیہ صفحہ اول)

ہیں بند جسکٹ پر بکری ٹیکس لگے گا۔ باقی ماندہ جو چیزیں بکری ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دی گئی ہیں ان میں حسب ذیل بھی شامل ہیں

سلے ہوئے کپڑے۔ سلے سلائے کپڑے (ریڈی میڈ) کھانے کے تیل۔ غربا (خاص طور پر مشرقی پاکستان کے غربا) کے کھانے میں استعمال ہونے والی چیزیں (موٹے کپڑے "پرساد" سے بارہ فی صد کے بجائے پہلے کی طرح اب بھی دس فیصد بکری ٹیکس لگے گا) پاکستان میں بنی ہوئی کراکری۔ مٹی کے برتن۔ ٹوپیاں جیسی دیسی چیزیں جن پر زردوزی کی گئی ہو یا ایسا کپڑا جس پر کشیدہ کاری کی گئی ہو۔ سینماٹو گرافک فلمیں۔ فوٹو گرافک فلمیں اور مصنوعی اعضاء وغیرہ۔

وزیر خزانہ نے اعلان کیا کہ پاکستان میں قائم ہونے والے کارخانوں سے جو بالعموم پاکستان میں تیار ہونے والا خام مال استعمال کرتے ہیں اور قیام سے پانچ سال تک چالیس فیصد سے زیادہ منافع تقسیم نہیں کرتے اس وقت تک صرف دو سال تک انکم ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جاتا رہا ہے۔ آئندہ ایسے کارخانوں سے چار سال تک انکم ٹیکس نہیں لیا جائے گا۔ آپ نے کہا مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے جو علاقے پسماندہ ہیں ان میں کھلنے والے کارخانوں کو چھ سال تک انکم ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے گا۔

مسٹر شعیب نے امداد باہمی کی انجمنوں اور مقامی فلم انڈسٹری کے لئے بھی رعائتیں دینے کا اعلان کیا۔ جن کوآپریٹو کمپنیوں پر اس وقت ۷۵ فیصد تک ٹیکس لگتا ہے انہیں اختیار دیا جائے گا کہ اگر وہ چاہیں تو ان سے کمپنیوں پر عائد ٹیکس کی شرح سے ٹیکس وصول کیا جائے۔ اور اگر وہ چاہیں تو انفرادی شرح پر ٹیکس وصول کیا جائے

امداد باہمی کی جو انجمنیں گھریلو صنعتوں یا زراعت پیشہ لوگوں کے لئے قرضہ فراہم کرنے کے لئے قائم ہوئی ہیں۔ ان سے انکم ٹیکس وصول ہی نہیں کیا جائے گا۔ نئے بجٹ میں پاکستان کے فلم پروڈیوسروں کو اجازت دیدی گئی ہے کہ وہ پہلے سال کی آمدنی سے ہی سو فیصد لاگت الگ کر لیں۔ اس وقت انہیں صرف یہ اجازت ہے کہ وہ پہلے سال کی آمدنی میں سے فلم کی لاگت ۷۵ فیصد الگ کر لیں اور باقی ماندہ ۲۵ فیصد آمد دوسرے سال الگ کریں۔

وزیر خزانہ نے کہا پاکستان کی یونیورسٹیوں کالجوں اور سکولوں میں جو غیر ملکی پروفیسر یا اساتذہ کام کر رہے ہیں۔ ان کی آمدنی پر دو سال تک کوئی انکم ٹیکس وصول نہیں کیا جائے گا۔ اس رعایت سے سارے بیرونی ملکوں کے اساتذہ فائدہ اٹھائیں گے۔ خواہ کسی ملک سے پاکستان نے دوہرے ٹیکس سے بچنے کا معاہدہ کر رکھا ہو یا نہ کیا ہو۔

جہاں تک ذاتی ٹیکسوں کا سوال ہے ان میں اس کے سوا کوئی تبدیلی نہیں ہوئی کہ اس وقت آٹھ ہزار روپے پر سرمایا کاری کا الاؤنس دیا جاتا ہے آئندہ یہ الاؤنس بارہ ہزار پر دیا جائے گا۔ جن لوگوں کی آمدنی معافی کی حد (چھ ہزار روپے) سے تھوڑی بہت زیادہ ہے ان پر اتنا ٹیکس نہیں لگایا جائے گا۔ کہ معافی کی حد سے انہوں نے جتنا زیادہ کمایا ہے وہ انہیں ٹیکس کی صورت میں ادا کرنا پڑ جائے۔

الفضل سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں!

دعائے مغفرت

میرا بچہ عطاء الرحمٰن بعمر ۱۴ سال جو حضرت منشی حبیب الرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ کا پوتا تھا مورخہ ۲۹ جون ۱۹۶۰ء پونے پانچ بجے شام لاہور میں وفات پا گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مورخہ ۳۰ جون کو جنازہ لاہور سے ربوہ لایا گیا۔ نماز جنازہ حضرت میاں بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے پڑھائی نیز جنازہ کو کندھا بھی دیا بعد ازاں مرحوم کی نعش کو بچوں کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت سے مرحوم کی مغفرت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار۔ شیخ عباد الرحمٰن (برادر خورد شیخ عظیم الرحمٰن صاحب ربوہ) ۱۲/۱ بیڈن روڈ۔ لاہور

عمان ریڈیو کی طرف سے شامی عوام کو بغاوت کرنیکا مشورہ

عمان یکم جولائی۔ عمان ریڈیو نے شامی عوام کو تلقین کی ہے کہ وہ متحدہ عرب جمہوریہ کے ارباب اقتدار کے خلاف بغاوت کریں۔ کل شامی سرحد سے کوئی ایک میل کے فاصلے پر اردن کے ایک شمالی ضلع میں جب شاہ حسین پہنچے تو لوگوں نے صدر ناصر اور ان کے پیروکاروں کے خلاف نعرے لگا کر شاہ حسین کا خیر مقدم کیا۔ اس موقع پر اپنی تقریر میں شاہ حسین نے الزام لگایا کہ صدر ناصر نے اردن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینے کی سازش کر رکھی ہے انہوں نے کہا "لیکن وقت آئیگا کہ صدر ناصر اور ان کے پیروکاروں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا جائے گا۔"

اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت سید الطاف حسین شاہ صاحب افسر مال باختیارات A.C.I جھنگ

مقدمہ فک الرہن باقبضہ موضع ملکہ مدھیڑ تحصیل جھنگ

سجاول ولد محمورا قوم موچی لنگاسکنہ موضع لک مدھیڑ تحصیل جھنگ بنام سیٹھی رام ولد گوپالداس غیر مسلم حال بھارت

مقدمہ فک الرہن کھاتہ نمبر ۴۵۳ کا ۱/۶ حصہ بقدر ۷ کنال ۱۸ مرلہ۔ کھاتہ نمبر ۴۵۹ کا ۱/۲۲ حصہ بقدر ۴ مرلہ۔ کھاتہ نمبر ۴۶۱ کا ۱/۴ حصہ بقدر ۷ کنال ۳ مرلہ۔ جمعبندی سال ۵۹-۱۹۵۸ء موضع لک مدھیڑ۔ مندرجہ بالا میں سیٹھی رام فریق دوم غیر مسلم ہیں جو کہ اب ترک سکونت کر کے ہندوستان چلے گئے ہیں۔ جن پر اب آسانی سے تعمیل ہونی مشکل ہے۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار اخبار مشتہر کیا جاتا ہے کہ وہ مورخہ ۲۲/۷ بوقت صبح ۷½ بجے جھنگ صدر حاضر عدالت ہو کر پیروی مقدمہ کریں ورنہ بصورت عدم حاضری ان کے خلاف کارروائی یک طرفہ کی جائے گی۔

آج مورخہ ۲۲/۶ کو بثبت ہمارے دستخط و مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم ...... مہر عدالت

صوبائی گورنر کی نشری تقریر

(بقیہ صفحہ ۷)

سکتے ہیں۔ بارانی علاقوں میں آب پاشی کے ان چھوٹے منصوبوں کے قابل عمل ہونے کے بارے میں تحقیقات کے لئے ایک مخصوص حلقہ آبپاشی بنایا جا رہا ہے۔ بجٹ میں آب پاشی کے چھوٹے منصوبوں کے لئے ستر لاکھ روپے کی رقم فراہم کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں ٹیوب ویل لگانے کے لئے محکمہ زراعت کو تیس لاکھ روپے دیئے جائیں گے۔ محکمہ زراعت کا ارادہ ہے کہ اگلے مالی سال کے دوران چھ سو کے قریب ٹیوب ویل لگائے۔

بجٹ میں زراعت کی ترقی پر خاص زور دیا گیا ہے اور پندرہ کروڑ روپے کے ترقیاتی پروگرام کی گنجائش رکھی گئی ہے۔

یہ خرچ سات کروڑ روپے کے ان رواں اخراجات کے علاوہ ہے جو ماضی میں اس شعبہ میں ہوتے رہے۔ خیال یہ ہے کہ زرعی پیداوار کو بڑھانے کے لئے ایک خاص پروگرام شروع کیا جائے۔

ضروری اعلان

بل ماہ جون سنہ ۱۹۶۰ء ایجنٹ صاحبان کی خدمت میں ارسال کئے جا رہے ہیں۔ مہربانی کر کے ان بلوں کی رقوم ۱۰ جولائی سنہ ۱۹۶۰ء تک ضرور ارسال کر دی جائے۔ بعض ایجنٹ صاحبان بلوں اور بقایا کی ادائیگی میں بار بار توجہ دلانے کے باوجود بہت تساہل برت رہے ہیں اگر ان کی طرف سے ۱۰ جولائی تک رقوم وصول نہ ہوئیں تو دفتر ہذا ان کے بنڈلوں کی ترسیل روکنے پر مجبور ہوگا۔

(مینیجر الفضل)